إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُونَ (الحجر: ۹)

’’حقیقت یہ ہے کہ یہ ذکر (یعنی قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے
اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔‘‘

قرآن مجید

فضائل، حقوق، تقاضے

پسند فرمودہ

محبوب العلماء والصلحاء مربی ملت عارف باللہ

حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمن صاحب مفتاحی دامت برکاتہم

امیر شریعت تلنگانہ و آندھرا پردیش
وصدر مجلس تحفظ ختم نبوت تلنگانہ و آندھرا پردیش

مؤلف

مفتی محمد صادق حسین قاسمی

(ڈائرکٹر القلم فاؤنڈیشن کریم نگر)

زیر اہتمام

مولانا مفتی شاہ ولی اللہ حسامی

(ناظم مدرسہ نور طٰہٰ و یاسین، کرنول)

ناشر

مدرسہ سراج العلوم گوڈور، کرنول۔ اے پی

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:۹)

''حقیقت یہ ہے کہ یہ ذکر (یعنی قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے
اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

قرآن مجید

فضائل، حقوق، تقاضے

مؤلف

مفتی محمد صادق حسین قاسمی

(ڈائرکٹر القلم فاؤنڈیشن کریم نگر)

ناشر

مدرسہ سراج العلوم گوڈور، کرنول۔ اے پی

تفصیلات

نام کتاب: مفتی محمد صادق حسین قاسمی (کریم نگری)

مؤلف: قرآن مجید؛ فضائل، حقوق، تقاضے

صفحات: 40

سالِ اشاعت: جنوری ۲۰۲۲ء

بہ اہتمام: مولانا مفتی شاہ ولی اللہ صاحب حسامی
ناظم مدرسہ نورطٰہٰ و یاسین، کرنول

ناشر: مدرسہ سراج العلوم گوڈور، کرنول، اے پی

رابطہ مؤلف: 9704707491

قیمت: 30/-

ملنے کے پتے

مدرسہ سراج العلوم گوڈور، کرنول، اے پی

فہرستِ عناوین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلماتِ بابرکت

امیر شریعت، عارف باللہ، مرشد العلماء

حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمن صاحب مفتاحی مدظلہ

(صدر مجلس تحفظ ختم نبوت تلنگانہ وآندھرا و امیر شریعت تلنگانہ وآندھرا)

عزیزم مولوی حافظ صادق حسین سلمہ زادعلمہ وعرفانہ نے قرآن مجید سے متعدد اہم عناوین کے تحت جو مواد جمع فرمایا ہے وہ بہت قابل قدر ہے۔ آج کے اس دور میں ان مضامین کی طرف توجہ کرتے ہوئے مسلمانوں کو قرآن کریم سے گہرا تعلق اور اس کی تعلیمات کے سانچے میں اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ امت مسلمہ کے موجودہ حالات کا ایک بہترین علاج ہے۔

بڑی مسرت ہے کہ عزیز موصوف سلمہ نے اہم عناوین کے تحت مفید توجہ دلائی ہے۔ اللہ کرے یہ عند اللہ مقبول ہو، اور لوگوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق ہو۔

والحمد للہ رب العالمین

(حضرت مولانا) جمال الرحمن عفی عنہ) صاحب مفتاحی مدظلہ

پیشِ لفظ

از: مفتی محمد شاہ ولی اللہ حسامی

ناظم مدرسہ نورطٰہٰ و یاسین، کرنول

قرآن کریم کا سیکھنا اور سکھانا، اس کی تعلیمات کی نشرو اشاعت کرنا یہ بہترین مشغلہ اور دنیا و آخرت میں سعادت و کامیابی کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے جس سے چاہتے ہیں یہ عظیم خدمت اور گراں قدر کام لیتے ہیں اور مقدس کلام کی خدمت سپرد فرماتے ہیں۔ قرآن کریم کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالی نے خود لی ہے، قرآن کریم کے علوم و معارف کو اللہ تعالی نے محفوظ فرمادیا، اور اس کے لئے اپنے ہی بندوں میں مختلف خوبیوں اور صلاحیت کے حامل افراد کو منتخب فرمایا۔ شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ لکھتے ہیں: اللہ تعالی نے قرآن کریم کو دوسری آسمانی کتابوں کے مقابلہ میں یہ امتیاز عطا فرمایا کہ اس کی حفاظت قلم اور کاغذ سے زیادہ حفاظ کے سینوں سے کرائی۔ چناں چہ صحیح مسلم میں ہے کہ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا: یعنی میں تم پر ایک ایسی کتاب نازل کرنے والا ہوں جسے پانی نہیں دھو سکے گا۔"

(علوم القرآن: ۱۷۳)

دینی مدارس حفاظت قرآن کے عظیم مراکز ہیں، جہاں حفاظِ قرآن اور ماہرینِ قرآن کو تیار کیا جاتا ہے اور قرآنی علوم پر دسترس رکھنے والے افراد کی تربیت کی جاتی ہے۔ الحمد للہ مدرسہ سراج العلوم گوڈو راسی سلسلہ کی ایک کڑی

ہے، جو تقریباً ۳۵ سال سے خدمتِ قرآن میں مصروف ہے اور اب ایک بڑی تعداد حفاظ کرام کی دولتِ قرآن کی سعادت سے بہرہ ور ہو رہی ہے، اسی ضمن میں مدرسہ کا پہلا عظیم الشان جلسہ تکمیل حفظِ قرآن ۹ جنوری ۲۰۲۲ء کو ان شاء اللہ منعقد ہوگا۔ ذمہ داران نے خواہش ظاہر کی کہ اس موقع پر حفاظ کی خدمت میں قرآن کریم کی اہمیت سے متعلق کوئی مختصر کتاب پیش کی جائے تاکہ وہ ان کے دلوں میں قرآن کی عظمت کو ہمیشہ تازہ رکھے، اس کے لئے راقم نے اپنے رفیق درس مفتی محمد صادق حسین قاسمی صاحب کریم نگری سے درخواست کی کہ وہ ایک مختصر کتابچہ فضائل قرآن پر تیار فرمائیں، انہوں نے ہماری درخواست کو قبول کیا اور پیشِ نظر رسالہ تیار کیا۔ اللہ تعالی جزائے خیر عطا فرمائے۔

میں محترم حافظ محمد حنیف اسعد نوری صاحب ناظم مدرسہ سراج العلوم اور حافظ محمد عبد القادر صاحب صدر مدرس کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جن کی فکر وکوشش اور توجہ سے یہ کتاب منظر عام پر آرہی ہے، اسی طرح مشفق ومربی سیدی حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمن صاحب مفتاحی مدظلہ کا بھی شکر گزار ہوں کہ آپ نے اپنے بابرکت کلمات کے ذریعہ اس کی وقعت میں اضافہ فرمایا۔ اللہ تعالی مدرسہ کی خدمات کو قبول فرمائے اور یہاں کے فارغین کو دین کے مختلف میدانوں میں خدمتِ دین کرنے والا بنائے۔ آمین

ابتدائیہ

قرآن کریم اللہ تعالی کا عظیم الشان کلام ہے، جو قیامت تک انسانوں کو سیدھی راہ دکھاتے رہے گا، اس کی تلاوت کا اہتمام کرنے والے، اس کی تعلیمات پر عمل کرنے اور اس کے پیغام کو انسانوں تک پہنچانے کی سعی وکوشش کرنے والے ہی کامیاب وبامراد رہیں گے۔ قرآن کریم کی عظمت واہمیت، علوم ومعارف، اسرار ورموز، فصاحت وبلاغت، اعجاز وانقلاب اور اس سے متعلق بے شمار موضوعات پر ان گنت کتابیں لکھی جاچکی ہیں اور اس کا اعجاز ہے کہ لکھی جاتی رہیں گی اور قرآنی جواہر پاروں کو امت کے سامنے مختلف شکلوں میں پیش کیا جاتے رہے گا۔

زیر نظر کتابچہ دراصل رفیق محترم، متحرک وفعال عالم دین ،صلاحیت وصالحیت کی حامل شخصیت مفتی محمد شاہ ولی اللہ صاحب حسامی مدظلہ کے حکم پر آیات واحادیث پر مشتمل تیار کیا گیا۔ کیوں کہ مدرسہ سراج العلوم گوڈور، کرنول کا ایک عظیم الشان جلسہ اس کے قیام کے تقریبا ۳۵ سال بعد پہلی مرتبہ ہونے جارہا ہے اور حفاظِ کرام کی ایک بڑی تعداد تکمیل حفظِ قرآن کی سعادت حاصل کررہی ہے، لہذا ان حفاظ کی خدمت میں قرآن کریم سے متعلق کوئی مختصر کتاب پیش کی جائے ،تاکہ گاہے گاہے وہ اس کو پڑھیں، دیکھیں اور قرآن کریم کی عظمت واہمیت کا احساس دلوں میں بیدار ہوجائے ،اسی کے پیش نظر اس کتابچہ کو جمع کیا گیا۔ جس میں فضیلتِ قرآن سے متعلق چند آیتوں

،حدیثوں اوراسلاف واکابر کے واقعات کو بہت ہی مختصر انداز میں پیش کیا گیا ہے۔
دعا فرمائیں کہ اللہ تعالی اس رسالہ کو مرتب، قارئین کے حق میں مفید ونفع بخش بنائے، اس کوشش کو قبول فرمائے، اس کتابچہ کے منظر عام پر آنے کے لئے جن حضرات نے بھی جس طرح کوشش کی، اللہ تعالی ان تمام کی کوشش کو قبول ومنظور فرمائے، مرشد العلماء حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمن صاحب مدظلہ کی نوازش ہے کہ آپ نے اپنے قیمتی کلمات اس کتاب سے متعلق عنایت فرمائے، ذمہ دارانِ مدرسہ کا شکر گزار ہوں کہ کتاب کی اشاعت کا فیصلہ فرمایا، مفتی شاہ ولی اللہ صاحب کا بھی ممنون ہوں جن کے ذریعہ اس کام کو انجام دینے کا موقع ملا، اور مولانا شاداب تقی قاسمی جنہوں نے تصحیح کا کام انجام دیا، اللہ تعالی اس ادارہ سراج العلوم کو بھی قبول فرمائے اور اس کے فیض کو دنیا میں پھیلائے۔ آمین

طالبِ دعا

مفتی محمد صادق حسین قاسمی کریم نگری

نظم

بمسرت تکمیلِ حفظ قرآن

از: حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمن صاحب مفتاحی مدظلہ

حفظ قرآن کی جو تم کو نعمت ملی
یوں سمجھ لو دو عالم کی دولت ملی
فضل حق یہ اک تم پہ خصوصی ہوا
بیش قیمت دوامی فضیلت ملی
ایک اک حرف پر دس گنا نیکیاں
دیکھ کیسی خدا کی یہ رحمت ملی
تاج روشن کا مژدہ ہے ماں باپ کو
حفظ پر دیکھو کیسی کرامت ملی
اہل خانہ کی بخشش کا ساماں ہوا
کتنی بہتر تمہیں یہ سعادت ملی
جتنی آیات روزِ جزا پڑھ سکو
اتنے رتبے ملیں گے بشارت ملی
کتنا خوش بخت حافظ ہے دیکھو جمالؔ
اس کو قولِ الٰہی سے نسبت ملی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قرآن کریم عظیم الشان، حیرت انگیز، انقلاب آفریں اور تاریخ ساز کلام ہے، اللہ تعالی نے اپنے اس آخری اور عظیم کلام کو اور کلاموں کے سردار، کتابوں کے تاجدار کو اپنے آخری نبی سید الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا۔ مقدس ترین کلام کو، عظیم ترین، افضل ترین ہستی پر، مبارک ترین مہینہ میں، عظمتوں والی رات میں، برکتوں والی سرزمین پر، نہایت امانت دار اور ملائکہ کے سردار فرشتہ حضرت جبرئیلؑ کے ذریعہ نازل فرمایا۔ قرآن مجید عظیم ایک بے مثال کتاب ہے، اس کی عظمتوں اور رفعتوں کی کوئی انتہا نہیں، ہدایت اور اصلاح، انقلاب اور تبدیلی، ظاہر و باطن کی درستگی اور دنیا و اخرت کی تمام تر بھلائیوں اور کامیابیوں کو اللہ تعالی نے اس میں جمع کر رکھا ہے، علوم و معارف، اسرار و حکم کی تمام باتیں بیان کی گئی۔

برکتوں والے مہینہ میں نزولِ قرآن:

رمضان المبارک جو انسانوں کی اصلاح و تربیت اور ان کی عملی زندگی کو درست کرنے کا مہینہ ہے، جو ایمان والوں کو تقوی کے زیور سے آراستہ کرتا ہے اور بندوں کے تعلق کو خالق سے جوڑتا ہے، راہِ ہدایت کی طرف انسانوں کے گامزن کرتا ہے اس عظیم مہینہ کو اللہ تعالی نزول قرآن کے لئے منتخب فرمایا، اور اسی مہینہ میں قرآن کریم نازل فرمایا ارشاد ہے:

شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡهُدٰی وَ الۡفُرۡقَانِ ۚ (البقرۃ:۱۸۵) رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لئے سراپا ہدایت اور ایسی روشن نشانیوں کا حامل ہے جو صحیح راستہ دکھاتی اور حق و باطل کے درمیان دوٹوک فیصلہ کر دیتی ہیں۔

اللہ تعالی نے رمضان المبارک کی تعریف اور اس کی عظمت کو بیان کیا تو اس کا اہم سبب نزول قرآن کو بتلایا، اس کے علاوہ اور بھی آسمانی کتابوں اور صحیفوں کو بھی اسی عظیم الشان مہینہ میں نازل کئے گئے، چناں چہ پہلی تاریخ کو صحف ابراھیمؑ، چھ رمضان کو تورات، سترہ رمضان کو انجیل

،بارہ رمضان کوزبورنازل فرمایا۔(تفسیرابن کثیر:۲/ ۱۷۹)رمضان کواللہ تعالی کے کلام سے خاص نسبت اور تعلق ہونے ہی کی وجہ سے اللہ تعالی نے اپنی کتابوں کے نزول کے لئے اس مہینہ کا انتخاب فرمایا۔

برکتوں والی رات میں نزولِ قرآن:

مہینہ کے لحاظ رمضان المبارک کو چنا گیا اور رات کے لئے شب قدر کی تعیین کی جو انتہائی بابرکت رات اور عظیم الشان شب ہے۔ارشاد ہے:

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (1) وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ (2) لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ (3) تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ (4) سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ (5)

بیشک ہم نے اس (قرآن) کوشبِ قدر میں نازل کیا۔اور تمہیں کیا معلوم کہ شبِ قدر کیا چیز ہے؟ شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔اس میں فرشتے اور روح اپنے پروردگار کی اجازت سے ہر کام کے لئے اترتے ہیں، وہ رات سراپا سلامتی ہے فجر کے طلوع ہونے تک۔

شب قدر کی عظمت یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالی نے اپنے مبارک کلام کو نازل فرما کر انسانوں کو ہدایت کا گراں قدر نسخہ کیمیا عطا کیا۔قرآن مجید میں اللہ تعالی نے نزول قرآن کے لئے مہینہ کا ذکر کیا تو رمضان المبارک کو بیان کیا اور رات کے لئے شب قدر کا تذکرہ کیا کہ اس رات میں قرآن مجید نازل ہوا۔مفسرین نے ان آیتوں کی روشنی میں لکھا ہے کہ: رمضان کے مہینہ میں شبِ قدر میں پورے قرآن کو آسمان دنیا پر نازل کیا اور پھر بوقت ضرورت اور حسبِ موقع تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا۔(الدرالمنثور:۲/ ۲۳۴)

قرآن مجید بے مثال کتاب:

اللہ تعالی نے اس امت کو جو عظیم کتاب قرآن کریم کی شکل میں عطا فرمایا وہ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک لافانی معجزہ ہے وہیں تمام انسانوں کے لئے ایک مکمل دستور اور منشور بھی، اس میں اللہ تعالی نے تمام چیزوں کو بیان کیا، قوموں کے عروج وزوال کو، فرماں برداروں کے انعام واکرام

کو، اورنا فرمانوں کے انجامِ بد، جنت کی نعمتوں کو، اور جہنم کی تکلیفوں کو، کامیابی کے راستوں اور ناکامی کے کاموں کو، غرض کہ قرآن کریم ہر اعتبار سے ایک جامع اور مکمل کتاب ہے کیوں کہ اسی کتاب سے دنیا قیامت تک فیض پاتے رہے گی اس لئے اس کا جامع اور مکمل ہونا بھی ضروری تھا چناں چہ قرآن مجید کی مختلف خصوصیتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائے، اور اس کی عظمتوں کو اجاگر کیا۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّهَا سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ قُلْتُ مَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: كِتَابُ اللهِ، فِيْهِ نَبَأُ مَا قَبْلَكُمْ وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ وَحُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ، هُوَ الْفَصْلُ لَيْسَ بِالْهَزْلِ، مَنْ تَرَكَهُ مِنْ جَبَّارٍ قَصَمَهُ اللهُ، وَمَنِ ابْتَغَى الْهُدٰى فِيْ غَيْرِهِ أَضَلَّهُ اللهُ، وَهُوَ حَبْلُ اللهِ الْمَتِيْنُ، وَهُوَ الذِّكْرُ الْحَكِيْمُ، وَهُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ، هُوَ الَّذِيْ لَا تَزِيْغُ بِهِ الْأَهْوَاءُ وَلَا تَلْتَبِسُ بِهِ الْأَلْسِنَةُ وَلَا يَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ وَلَا يَخْلُقُ عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ وَلَا تَنْقَضِيْ عَجَائِبُهُ، هُوَ الَّذِيْ لَمْ تَنْتَهِ الْجِنُّ إِذْ سَمِعَتْهُ حَتّٰى قَالُوْا: إِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَّهْدِيْ إِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ مَنْ قَالَ بِهٖ صَدَقَ، وَمَنْ عَمِلَ بِهٖ أُجِرَ، وَمَنْ حَكَمَ بِهٖ عَدَلَ، وَمَنْ دَعَا إِلَيْهِ هُدِيَ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ (ترمذی:۲۸۵۰)

حضرت علیؓ سے مروی ایک طویل حدیث ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کی چند خصوصیتوں کو ذکر فرمایا اس کو نمبر وار ذکر کیا جاتا ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: اے لوگو! آگاہ ہو جاؤ عنقریب ایک عظیم فتنہ برپا ہونے والا ہے، میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس فتنہ سے چھٹکارہ اور مفر کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کریم کو مضبوطی سے پکڑنا اس سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی خصوصیات کو ذکر کیا کہ) (۱) اس کے اندر تم سے پہلے اور گذشتہ لوگوں کے حالات کا تذکرہ ہے (۲) تمہارے بعد قیامت تک آنے والوں کا ذکر ہے، (۳) تمہارے آپس کے معاملہ کے فیصلہ کا حکم اس میں موجود ہے (۴) قرآن حق اور باطل کے درمیان فیصلہ کرنے کی چیز ہے (۵) اس

میں کوئی بات مذاق اور لایعنی نہیں ہے، ۶۔ جو شخص غرور اور فخر کی وجہ سے قرآن کو چھوڑ دے گا اللہ تعالی اس کو ہلاک و برباد کرتا ہے اور اس کی گردن توڑ کر رکھتا ہے، ۸۔ جو شخص قرآن کے علاوہ میں کسی اور چیز میں ہدایت ڈھونڈتا ہے اللہ اس کو گمراہی میں مبتلا کر دیتا ہے، ۹۔ قرآن اللہ کی مضبوط ترین رسی ہے، ۱۰۔ حق تعالی کی یاد دلانی کی چیز ہے، ۱۱۔ وہی سیدھا راستہ دکھانے والا ہے، ۱۲۔ وہ ایسی کتاب ہے کہ اس کی اتباع کے ساتھ خواہشاتِ نفسانی حق سے ہٹا کر دوسری طرف مائل نہیں کر سکتے ، ۱۳۔ اس کی زبان ایسی ہے کہ دوسری زبان اس کے مشابہ نہیں ہو سکتی ، ۱۴۔ اس کے علوم سے علماء کی تشنگی نہیں بجھتی ، ۱۵۔ اس کے کثرت استعمال اور بار بار تکرار سے پرانی نہیں ہوتی ، ۱۶۔ اس کے عجائبات ختم نہیں ہوتے ، ۱۷۔ قرآن ایسا کلام ہے کہ جب جنات اس کو سنتے ہیں تو اس کی آواز کے پاس نہیں پہنچ سکتے مگر یہ نہ کہیں کہ ہم ایک عجیب وغریب قرآن سنا ہے جو ہدایت کا راستہ دکھاتا ہے، لہذا ہم اس پر یوں ایمان لے آئے کہ اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہے ، ۱۸۔ جو قرآن کے مطابق بات کرے اس کی تصدیق کی جاتی ہے، ۱۹ جو قرآن پر عمل کرے اس کو عظیم ترین ثواب دیا جاتا ہے، ۲۰ جو قرآن کے مطابق فیصلہ کرے وہ انصاف کرے گا، ۲۱۔ جو اس کی دعوت دے اس کو مزید ہدایت کی توفیق ہوتی ہے اور سیدھی راہ پر قائم رہتا ہے۔ اس طویل حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کریم کی عظمت اور اس کی حقیقت کو بھی بیان کیا اور اس کی خصوصیات جو اس کو تمام کتابوں سے ممتاز اور نمایاں کرتی ہیں ان کو بھی ذکر فرمایا ہے، درحقیقت قرآن کریم ہی ایسی کتاب ہے جو تمام علوم کی جامع اور تمام خوبیوں کی کامل ہے اور اللہ تعالی اس کے اندر انسانیت کو درپیش تمام مسائل کا حل رکھا ہے، اگر انسان اس سے صحیح استفادہ کرے اور صاحب قرآن سیدنا محمد رسول للہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریحات کی روشنی میں اس کو سمجھے تو پھر وہ قرآنی علوم و معارف سے بہرہ ور ہوگا۔

قرآن مجید کی برکات:

قرآن مجید ہر اعتبار سے انسانوں کے فائدہ اور نفع کا ذریعہ ہے، خیر اور بھلائی ، اور برکات کا یہ چشمہ صافی ہے کہ جس سے انسان سیراب ہوتا رہے گا اور دنیا و آخرت کے خیر سے فیض یاب ہوتے رہے گا، اس کی جانب منسوب ہر چیز میں اللہ تعالی نے خیر رکھی ہے، اور برکات کا ظہور

ہوتا ہے، اس کی تلاوت بھی نزول برکت کا ذریعہ ہے، اس کا سمجھنا اور اس پر عمل کرنا اور اس کی تعلیمات کو پھیلانا یہ تمام برکات کے اترنے کا سبب ہے۔ جو قرآن کریم پڑھنے میں اس قدر مستغرق ہو کہ اس سے دعا مانگنے کا موقع نہ ملے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مانگنے والوں سے زیادہ ایسے بندے کو عطا کروں گا۔ يَقُولُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْآنُ وَذِكْرِي عَنْ مَسْأَلَتِي أَعْطَيْتُهُ أَفْضَلَ مَا أُعْطِي السَّائِلِينَ (ترمذی: ۲۸۶۹) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں مجتمع ہو کر تلاوت کرتی ہے تو ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور رحمت ڈھانپ لیتی ہے، ملائکہ رحمت ان کو گھیر لیتے ہیں اور حق تعالیٰ اس کا ذکر ملائکہ کی مجلس میں فرماتے ہیں۔ (مسلم: ۴۸۷۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس گھر میں قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے اس میں فرشتے آتے اور شیاطین دور ہو جاتے ہیں، وہ اپنے اہل (صاحب خانہ افراد) کے لئے کشادہ ہو جاتا ہے اور اس میں بھلائی کی بہتات اور شر کی قلت ہو جاتی ہے، اور جس گھر میں قرآن کی تلاوت نہ ہو اس میں شیاطین آجاتے ہیں، فرشتے نکل جاتے ہیں اور وہ گھر اپنے باسیوں پر تنگ ہو جاتا ہے، خیر کم اور شر بہت بڑھ جاتا ہے۔ (فضائل حفظ القرآن: ۱۳۱)

قرآن مجید اور شفاعت:

قرآن کریم کی تلاوت کی بے پناہ فضیلتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی، اور خوب اہتمام کے ساتھ اس کو پڑھنے کا حکم دیا، اور قاری قرآن کے لئے بڑی بڑی بشارتیں سنائی اور اجر و ثواب کے وعدے بتلائے۔ اس کے حرف حرف پر نیکیوں اور اس کی تلاوت میں مشغول رہنے والوں کی تمام حاجات کو پائے تکمیل تک پہنچانے خدائی خوش خبریاں دیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والوں کے حق میں قیامت کے دن قرآن سفارش اور شفاعت کا ذریعہ بنے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: اقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ (صحیح مسلم: ۸۰۷) یعنی قرآن پڑھو بلاشبہ وہ قیامت کے دن سفارشی بن کر آئے گا اور پڑھنے والے کی سفارش کرے گا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
الْقُرْآنُ شَافِعٌ مُشَفَّعٌ، وَمَاحِلٌ مُصَدَّقٌ، مَنْ جَعَلَهُ أَمَامَهُ قَادَهُ إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَنْ جَعَلَهُ

خَلْفَ ظَهْرِهِ سَاقَهُ إِلَى النَّارِ :قرآن ایسا شفیع ہے جس کی شفاعت قبول کی گئی اور ایسا جھگڑالو ہے کہ جس کا جھگڑا تسلیم کرلیا گیا جو شخص اس کو اپنے آگے رکھے گا اس کو یہ جنت کی طرف کھینچتا ہے اور جو اس کو پس پشت ڈال دیتا ہے اس کو جہنم میں گرا دیتا ہے ۔(المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۰۳۰۲)

اسی طرح حضرت ابن عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: الصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ، يَقُولُ الصِّيَامُ : رَبِّ إِنِّي مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِي فِيهِ، وَيَقُولُ الْقُرْآنُ: مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَيُشَفَّعَانِ: (مسند احمد: ۶۶۲۶)

روزہ اور قرآن دونوں بندہ کے لئے شفاعت کرتے ہیں، روزہ عرض کرتا ہے یا اللہ میں نے اس کو دن میں کھانے پینے اور خواہشات سے روکے رکھا میری شفاعت قبول کیجئے اور قرآن کہتا ہے کہ یا اللہ میں نے رات کو اس کو سونے سے روکا میری شفاعت قبول کیجئے پس دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔قرآن کریم جہاں اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرواتا ہے وہیں نہ پڑھنے والوں اور عمل سے روگردانی اختیار کرنے والوں کے خلاف حجت بن کر کھڑا ہوجاتا ہے اوراللہ تعالی کی بارگاہ میں ایسے لوگوں کی شکایت کرتا ہے۔اسی لئے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ القُرآنُ حُجَّۃٌ لَکَ اَوْ عَلَیْکَ ۔(مسلم: ۳۳۳) یعنی قرآن تیرے حق میں حجت ہوگا یا تیرے خلاف حجت ہوگا۔اور کل قیامت کے میدان میں نبی کریم ﷺ اللہ تعالی کی بارگاہ میں شکایت کرتے ہوئے فرمائیں گے کہ: وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا (الفرقان: ۳۰) اور رسول (ﷺ) کہیں گے کہ: یا رب! میری قوم اس قرآن کو بالکل چھوڑ بیٹھی تھی۔شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں کہ: اگرچہ سیاق وسباق کی روشنی میں یہاں قوم سے مراد کافر لوگ ہیں، لیکن یہ مسلمانوں کے لئے بھی ڈرنے کا مقام ہے کہ اگر مسلمان ہونے کے باوجود قرآن کریم کو پس پشت ڈال دیا جائے تو کہیں وہ بھی اس سنگین جملے کا مصداق نہ بن جائیں، اور نبی کریم ﷺ شفاعت کے بجائے شکایت پیش کریں۔العیاذ باللہ۔(توضیح القران: ۲/ ۱۱۰۱)

قرآن نور وہدایت:

قرآن کریم کو اللہ تعالی نے انسانوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنایا ہے اور ہر طرح ظلمتوں اور تاریکیوں میں روشنی کا سبب بتایا ہے۔ چناں چہ ارشاد ہے: يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا (النساء: ۱۷۴) اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے کھلی دلیل آچکی ہے اور ہم نے تمہارے پاس ایک ایسی روشنی بھیج دی ہے جو راستے کی پوری وضاحت کرنے والی ہے۔ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ (النحل) اور (قرآن کریم) مسلمانوں کے لیے ہدایت، رحمت اور بشارت ہے۔

فضائلِ قرآن مجید:

قرآن مجید اللہ تعالی کا عظیم الشان کلام اور نبی کریم کا دائمی معجزہ ہے، اللہ تعالی نے ہر پیغمبر کو معجزہ عطا کیا، زمانہ اور حالات کے تقاضے کے مطابق معجزات دیئے گئے لیکن ان حضرات کے معجزات وقتی تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن کریم کی شکل میں دائمی علمی اور انقلابی معجزہ عطا کیا گیا جو قیامت تک باقی بھی رہے گا اور راہِ راست کی طرف بلاتا بھی رہے اور جو کوئی اسے پڑھے گا، اس پر عمل کرے گا وہ کامیاب وکامران بھی ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مِنَ الْآيَاتِ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللَّهُ إِلَيَّ فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ (بخاری: ۴۹۸۱)

ہر نبی کو ایسے ایسے معجزات عطا کئے گئے کہ (انہیں دیکھ کر) لوگ ان پر ایمان لائے (بعد کے زمانے میں ان کا کوئی اثر نہیں رہا) اور مجھے جو معجزہ دیا گیا وہ وحی (قرآن) ہے جو اللہ تعالی نے مجھ پر نازل کی ہے، (اس کا اثر قیامت تک باقی رہے گا) اس لئے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے پیروکار لوگ دوسرے لوگوں سے زیادہ ہوں گے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے: فَضْلُ كَلَامِ اللَّهِ عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللَّهِ عَلَى خَلْقِهِ۔ (ترمذی: ۲۹۲۶) اللہ کے کلام کی فضیلت دوسرے کلاموں پر ایسی ہے جیسے اللہ کا مقام تمام مخلوقات کے مقابلے میں ہے۔"

حفاظتِ قرآن:

قرآن کریم اللہ تعالی کا مقدس کلام بھی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تا قیامت ایک علمی اور انقلابی معجزہ بھی ہے۔ اللہ تعالی نے اپنے مقدس کلام کو نازل فرمایا اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی خود لے لی، ورنہ گزشتہ نبیوں پر جو آسمانی کتابیں نازل کی گئیں تھیں ان کی حفاظت کا ذمہ داری لوگوں پر ہی تھی، اور لوگوں نے اپنی کتابوں کی حفاظت نہیں کی، اس میں ردوبدل کر دیا، تحریف وترمیم کر دی، لیکن قرآن کریم کا اعجاز ہے کہ قرآن کو کوئی قیامت تک نہیں بدل سکتا، اللہ تعالی نے اس کی ہر طرح حفاظت کا انتظام فرما دیا ہے، اس کے الفاظ و معانی، مضامین و مقاصد ہر چیز محفوظ رہے گی۔

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے فرمایا: إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجر:۹) حقیقت یہ ہے کہ یہ ذکر (یعنی قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔'' اس آیت میں اللہ تعالی نے یہ واضح فرما ہے کہ اگر چہ قرآن کریم سے پہلے بھی آسمانی کتابیں بھیجی گئیں تھیں، لیکن چونکہ وہ خاص خاص قوموں اور خاص خاص زمانوں کے لئے آئی تھیں، اس لئے اللہ تعالی نے ان کو قیامت تک محفوظ رکھنے کی کوئی ضمانت نہیں دی تھی، بلکہ اُن کی حفاظت کا کام انہی لوگوں کو سونپ دیا گیا تھا جو اُن کے مخاطب تھے، جیسا کہ سورۂ مائدہ (۵:۴۴) میں فرمایا گیا ہے۔ لیکن قرآن کریم چوں کہ آخری آسمانی کتاب ہے جو قیامت تک کے لئے نافذ العمل رہے گی، اس لئے اللہ تعالی نے اس کی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہے۔ چناں چہ قیامت تک کوئی ردوبدل نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالی نے اس کی حفاظت اس طرح فرمائی ہے کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کے سینوں میں اُسے اس طرح محفوظ کر دیا ہے کہ اگر بالفرض کوئی دشمن قرآن کریم کے سارے نسخے (معاذ اللہ) ختم کر دے تب بھی چھوٹے چھوٹے بچے اُسے دوبارہ کسی معمولی تبدیلی کے بغیر لکھوا سکتے ہیں جو بذاتِ خود قرآن کریم کا زندہ معجزہ ہے۔ (توضیح القرآن: ۲/ ۸۰۱)

قرآن کی حقانیت:

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے انقلابی تاثیر رکھی ہے، لوگ دیوانہ وار اس کی طرف کھنچے

چلے آتے ہیں، قرآن کریم ابتدائے نزول ہی سے دلوں کی دنیا بدلتا رہا اور لوگوں کے قلوب کو اسلام کی طرف راغب کرتا رہا، جو قرآن کریم سنتا وہ اس کی حلاوت و چاشنی، اثر آفرینی اور حقانیت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا، جن لوگوں کو اپنی عربی پر ناز تھا، اور زبان دانی پر فخر کرتے تھے وہ بھی اعجازِ قرآن کے سامنے ششدر رہ جاتے۔ لیکن باطل نے قرآن کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈے کئے، اس کو سحر و کہانت سے جوڑنے کی کوشش کی، شعر و شاعری کی طرح قرار دینا چاہا، اللہ تعالیٰ نے اس کے قول کو غلط ثابت کرانے اور قیامت تک کے لئے قرآن کی حقانیت کو مدلل کرنے کے لئے قرآن کریم میں جگہ جگہ باطل کو دعوت دی اور چیلنج کیا کہ اگر تمہیں یہ انسانوں کا کلام دکھائی دے رہا ہے تو پھر اس جیسا پیش کر کے بتاؤ، لیکن کلامِ الٰہی کے آگے وہ تمام اور قیامت تک آنے والے ناکام و نامراد ہی رہیں گے۔

قرآن کریم میں مختلف مقامات پر اس چیلنج کو دہرایا اور اس طرح ہمیشہ کے لئے قرآن کریم کی حقانیت کو واضح فرما دیا۔ چناں چہ ارشاد ہے: قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا (بنی اسرائیل: ۸۸) کہہ دو کہ ”اگر تمام انسان اور جنات اس کام پر اکٹھے بھی ہو جائیں کہ اس جیسا کلام بنا کر لے آئیں، تب بھی وہ اس جیسا نہیں لاسکیں گے، چاہے وہ ایک دوسرے کی کتنی ہی مدد کرلیں۔“

ہر زمانہ میں اس کے خلاف کوشش کرنے والوں کو شکست ہی اٹھانی پڑے گی، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا: لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ (حم السجدۃ: ۴۲) جس تک باطل کی کوئی رسائی نہیں ہے، نہ اُس کے آگے سے، نہ اُس کے پیچھے سے، یہ اُس ذات کی طرف سے اتاری جا رہی ہے جو حکمت کا مالک ہے، تمام تعریفیں اسی کی طرف لوٹتی ہیں۔“

دو قابل رشک لوگ:

عن عبداللہ بن عمرؓ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ هَذَا الْكِتَابَ فَقَامَ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ أَعْطَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يَتَصَدَّقُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ۔ (صحیح بخاری:) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے

ہوئے سنا کہ دو آدمیوں پر رشک کرنا جائز ہے۔ (۱) وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا اور وہ راتوں کو بھی اس کی تلاوت کرتا ہے۔ (۲) وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور وہ دن رات اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہو۔

تلاوتِ قرآن کی فضیلت:

قرآن کریم کی تلاوت کے بے شمار فضائل قرآن وحدیث میں بیان کئے گئے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت عظیم ترین عبادت ہے، اور اجر وثواب کا باعث ہے۔ ارشاد خداوندی ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً یَّرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ (فاطر: ۳۰) جو لوگ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور جنہوں نے نماز کی پابندی کر رکھی ہے، اور ہم نے انہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے وہ (نیک کاموں میں) خفیہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں، وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی نقصان نہیں اٹھائے گی۔

قرآن کی تلاوت کرنے والے کی مثال:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے کی اہمیت اور نہ کرنے والے کی حقیقت کو مثال کے ذریعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأُتْرُجَّۃِ رِیْحُھَا طَیِّبٌ وَطَعْمُھَا طَیِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ لَا یَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ التَّمْرَۃِ طَعْمُھَا طَیِّبٌ وَلَا رِیْحَ لَھَا وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ الرَّیْحَانَۃِ رِیْحُھَا طَیِّبٌ وَطَعْمُھَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِیْ لَا یَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ الْحَنْظَلَۃِ طَعْمُھَا مُرٌّ وَلَا رِیْحَ لَھَا (بخاری)

اس مومن کی مثال جو قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے سنگترے کی سی ہے جس کا مزا بھی لذیذ ہوتا ہے اور جس کی خوشبو بھی بہترین ہوتی ہے اور جو (مومن) قرآن کی تلاوت نہیں کرتا اس کی مثال کھجور کی سی ہے جس کا مزا تو عمدہ ہوتا ہے لیکن اس میں خوشبو نہیں ہوتی، اور اس بدکار (منافق) کی مثال جو قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے ریحانہ کی سی ہے اس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن مزا کڑوا ہوتا ہے۔ اور اس بدکار (منافق) کی مثال جو قرآن کریم کی تلاوت نہیں کرتا اندرائن کی سی

ہے جس کا مزا بھی کڑوا ہوتا ہے اور اس میں کوئی خوشبو بھی نہیں ہوتی۔

ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں:

قرآن کریم پڑھنے والے کو ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں، یقیناً یہ ایک بہت بڑی سعادت اور خوش نصیبی کی بات ہے اور خوب عطا کرنے والے پروردگار کی داد و دہش کی نوازش کا عجیب سلسلہ ہے، اس نے اپنے کلام کے پڑھنے والوں کو اس قدر اجر و ثواب سے نوازنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ چناں چہ ارشاد ہے:

مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، لَا أَقُولُ: الم حَرْفٌ وَلَكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيمٌ حَرْفٌ (ترمذی:)

جس نے قرآن کریم کے ایک حرف کی تلاوت کی اسے بدلے میں ایک نیکی ملے گی اور ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ ''الم'' ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔

قرآن پڑھنے والا فرشتوں کے ساتھ:

عن عائشہ رضی اللہ عنہ قالت: قال رسول اللہ ﷺ: الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ (مسلم)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن مجید کی تلاوت میں مہارت رکھنے والا شخص عزت دار فرشتوں کے ساتھ ہے، اور وہ شخص جو تلاوت کرنے میں اٹکتا ہے اور تلاوت کرنے میں دقت محسوس کرتا ہے اس کے لئے دو اجر ہے۔

ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُحِبَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، فَلْيَقْرَأْ فِي الْمُصْحَفِ. جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرنا چاہے اسے قرآن کریم کی تلاوت کرنا چاہیے۔

تلاوتِ قرآن ذکر خیر کا ذریعہ:

قرآن کی تلاوت کی برکت سے اللہ تعالی بندہ کا دنیا میں خیر کے ساتھ ذکر جاری فرماتے ہیں اور آسمان میں راحت کا ذریعہ بناتے ہیں۔ چناں چہ ارشاد نبوی ہے: عَلَيْكَ بِذِكْرِ اللهِ،

وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ، فَإِنَّهُ نُورٌ لَّكَ فِي الْأَرْضِ، وَذِكْرٌ لَّكَ فِي السَّمَاءِ۔ (مسند احمد:) اللہ کا ذکر اور قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہو کیوں کہ یہ تمہارے لئے آسمان پر راحت اور زمین میں ذکر خیر کا ذریعہ ہے۔

گھروں میں تلاوتِ قرآن کی برکات:

قرآن کریم ہر اعتبار سے خیر و برکت کا ذریعہ ہے، جس گھر میں قرآن کریم کی تلاوت ہوتی ہیں وہاں خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے اور وہ گھر منور ہوتے ہیں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: البیت الذی یقرا فیہ القران یترای لاہل السماء کما تترای النجوم لاہل الارض۔ (بیہقی) جس گھر میں قرآن پڑھا جاتا ہے آسمان والوں کو ایسا دکھائی دیتا ہے جیسا کہ زمین والوں کو ستارے دکھائی دیتے ہیں۔

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا: ان بیوتات المؤمنین لمصابیح الی العرش...... (ترمذی) بے شک مومنین کے گھر عرش تک روشن ہیں، ان گھروں کو ساتوں آسمانوں کے مقرب فرشتے پہچانتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ نور مومنین کے گھروں کا ہے جن میں قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے۔

قرآن باطنی بیماریوں سے شفاء:

جو کوئی کثرت کے ساتھ تلاوتِ قرآن کرتا ہے، اس کی باطنی بیماریاں دور ہوجاتی ہیں، اور اس کو باطنی مہلک امراض سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ چناں چہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيْدُ اِذَا اَصَابَهُ الْمَاءُ قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جِلَاءُ هَا؟ قَالَ: كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ۔ (شعب الایمان: ۸۲۹) کہ بے شک دلوں کو زنگ لگ جاتا ہے، جیسے لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے جب اس پر پانی لگتا ہے، پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ! کیا چیز اس کو صاف کرتی ہے؟ فرمایا: موت کو کثرت سے یاد کرنا اور تلاوتِ قرآن کرنا۔ زنگ لگنے کا مطلب یہ ہے کہ دل بیمار ہوجاتا ہے اور اس بیماری کی کئی وجوہات ہوتی ہیں، مثلاً یہ ہے کہ اس پر دنیا اور مخلوق کی محبت غالب آجائے، اسی طرح باطنی بیماریوں دل میں جڑ پکڑ لے جیسے حرص، بخل، شہوت، تکبر، حسد اور کینہ وغیرہ۔ (تلاوتِ قرآن کے فوائد: ۶) ان باطنی بیماریوں کا

علاج نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''کثرتِ تلاوت'' بیان کیا ہے۔

قرآن ظاہری بیماریوں سے شفاء:

قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جس کی تلاوت سے ظاہری بیماریوں سے بھی شفا حاصل ہوتی ہے اور خطرناک قسم کی بیماریوں سے آدمی نجات پا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (بنی اسرائیل: ۸۲) اور ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے یہ شفا اور رحمت ہے مومنین کے لئے۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت مفتی شفیع صاحبؒ نے لکھا ہے: قرآن میں جس طرح امراض باطنہ کی شفا ہے، اسی طرح امراض ظاہرہ کی بھی شفا ہے، کہ آیاتِ قرآن پڑھ کر مریض پر دم کرنا اور تعویذ لکھ کر گلے میں ڈالنا امراض ظاہرہ کے لئے شفا ہے۔ (معارف القرآن: ۵ / ۵۲۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ فاتحہ کی خصوصیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: فی فاتحة الکتاب شفاء من کل داء (سنن دارمی: ۳۴۱۳) کہ سورہ فاتحہ میں ہر بیماری کی شفا ہے۔

حفظِ قرآن کی اہمیت:

قرآن کریم کا حفظ کرنا بہت بڑی سعادت اور خوش نصیبی کی بات ہے، اللہ تعالی جسے چاہتا ہے اس کے سینے میں اپنے مقدس کلام کو محفوظ فرما دیتا ہے، ورنہ انسان کے بس کی بات نہیں۔ قرآن کریم کی عظمت وہیبت کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا: لَوْ أَنزَلْنَا هٰذَا الْقُرْءَانَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خٰشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ (الحشر: ۲۱) اگر ہم نے یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارا ہوتا تو تم اسے دیکھتے کہ وہ اللہ کے رعب سے جھکا جارہا ہے اور پھٹا پڑتا ہے۔ لیکن یہ اللہ تعالی کا بڑا احسان اور عظیم فضل ہے کہ انسانوں کے سینوں کو اور چھوٹے چھوٹے بچوں کے دلوں کو منتخب فرمایا کہ اس میں عظیم کلام کو محفوظ فرما دیا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالی نے فرمایا: بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ۔ (العنکبوت: ۴۹) حقیقت تو یہ ہے کہ یہ قرآن ایسی نشانیوں کا مجموعہ ہے جو ان لوگوں کے سینوں میں بالکل واضح ہے جنہیں علم عطا کیا گیا ہے۔'' اس آیت کی تفسیر میں امام قرطبیؒ فرماتے ہیں: قال الحسن: أعطيت هذه الامة الحفظ، وكان من قبلها لا يقرؤون

کتابھم الا نظرا۔ فاذا اطبقوہ لم یحفظوہ مافیہ الا النبیون۔(الجامع لاحکام القران :۱۶/۷ ۳۶موسسۃ الرسالۃ)حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ: حفظ کرنا اس امت کی خصوصیت ہے ورنہ اس سے پہلے لوگ اپنی کتابوں کو بغیر دیکھے نہیں پڑھ سکتے تھے،ان کے انبیاءؑ ہی اپنی کتابوں کے حافظ ہوتے تھے۔'' حفظِ قرآن کی اہمیت وعظمت سے متعلق چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:اِنَّ لِلّٰہِ اَھْلِیْنَ مِنَ النَّاسِ۔ فَقِیْلَ:مَنْ اَھْلُ اللّٰہِ مِنْھُمْ؟ قَالَ:اَھْلُ الْقُرْآنِ ھُمْ اَھْلُ اللّٰہِ وَخَاصَّتُہٗ۔(ابن ماجہ:)انسانوں میں سے کچھ لوگ اللہ کے اپنے (مقرب) ہیں،صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ کون ہیں وہ لوگ؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ حفاظ کرام ہیں جو اللہ کے خاص لوگ ہیں۔

قرآن کریم کا حافظ ہونا یہ اللہ تعالی کے تقرب کا ذریعہ ہے،ارشاد ہے:مایقرب عبد الی اللہ بافضل مما خرج منہ یعنی القران۔(کنز العمال)بندہ کے لئے اللہ کے ساتھ تقرب کا قرآن سے افضل کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

ایک حدیث میں فرمایا:أَشْرَافُ أُمَّتِي حَمَلَةُ الْقُرْآنِ،وَأَصْحَابُ اللَّيْلِ۔(معجم کبیر)میری امت کے اشراف حاملین قرآن اور رات کو عبادت کرنے والے ہیں۔

ایک حدیث میں حافظ قرآن کے مقام ومرتبہ کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَقَدِ اسْتَدْرَجَ النُّبُوَّةَ بَيْنَ جَنْبَيْهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُوحَى إِلَيْهِ،لَا يَنْبَغِي لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ أَنْ يَجِدَّ مَعَ جِدٍّ،وَلَا يَجْهَلَ مَعَ جَهْلٍ وَفِي جَوْفِهِ كَلَامُ اللّٰهِ تَعَالَى(بیہقی:)جس نے قرآن کریم پڑھا اس نے علوم نبوت کو اپنی پسلیوں کے درمیان (دل میں) لے لیا،گویا اس کی طرف وحی نہیں کی جاتی۔صاحبِ قرآن کے لئے مناسب نہیں کہ وہ غصہ کرنے والے کے ساتھ غصہ کرے،اور یہ نامناسب ہے کہ وہ جہالت کرنے والے ساتھ جہالت سے پیش آئے،جب کہ اس کے پیٹ (دل) میں اللہ تعالی کا کلام موجود ہے۔

حافظِ قرآن کے لئے انعاماتِ الٰہی:

حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت کے روز حافظ قرآن کو جن انعامات سے نوازا جائے گا اس کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:يَجِيءُ الْقُرْآنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ:يَارَبِّ حَلِّهِ فَيُلْبَسُ تَاجَ الْكَرَامَةِ

ثُمَّ یَقُولُ: یَارَبِّ زِدْهُ فَیُلْبَسُ حُلَّةَ الْکَرَامَةِ ثُمَّ یَقُولُ: یَارَبِّ ارْضَ عَنْهُ فَیَرْضَی عَنْهُ فَیُقَالُ لَهُ: اقْرَأْ وَارْقَ وَتُزَادُ بِکُلِّ آیَةٍ حَسَنَةً (ترمذی) قیامت کے روز قرآن مجید آئے گا اور سفارش کرے گا اے رب! اس (حافظ) کو پہنایئے، پس اللہ تعالی اس کو کرامت کا تاج پہنائیں گے، قرآن مجید پھر کہے گا، اے رب اس حافظ کے لئے اور زیادہ کیجیے، تو اللہ تعالی اس کو کرامت کی پوشاک پہنائیں گے، پھر قرآن مجید کہے گا، اے میرے رب اس سے راضی ہوجایئے، تو حافظ قرآن سے کہا جائے گا پڑھتا جا اور (جنت میں) چڑھتا جا اور ہر آیت کے بدلہ ایک ایک نیکی کا اضافہ کیا جائے گا۔

آخر عمر تک حافظ قرآن کی عقل سلامت رہتی ہے:

قرآن کریم کی برکت سے زندگی کے آخر تک اللہ تعالی حافظ قرآن کی عقل کو سلامت رکھے گا، اس کے حواس باقی رہیں گے، ورنہ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ بڑھتی عمر کے ساتھ انسان کی عقل سلامت نہیں رہتی اور وہ بدحواسی میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ چناں چہ ارشاد ہے: من جمع القران متعه الله بعقله حی یموت۔ (معجم ابن الاعرابی: ۱۱۵۰) جس نے قرآن کریم جمع کیا اللہ تعالی مرتے وقت تک اس کی عقل سے فائدہ پہنچائیں گے۔

قبر میں حافظ قرآن کے جسم کی حفاظت:

مرنے کے بعد اللہ تعالی حافظ قرآن کے جسم کو بھی محفوظ رکھیں گے، چناں چہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اذا مات حامل القران اوحی الله الی الارض لا تاکلی لحمه ،قالت: الهی کیف اکل لحمه ,و کلامك فی جوفه۔ (کنز العمال:) جب حافظ قرآن کی موت ہوجاتی ہے (اس کو دفن کرنے کے بعد) اللہ تعالی زمین (قبر) سے فرمائیں گے کہ تو اس کے گوشت (جسم) کو مت کھا، وہ کہے گی کہ اے الہی! میں اس کے جسم کو کیسے کھاؤں گی، جب کہ آپ کا کلام مبارک اس کے اندر (دل) میں موجود ہے۔ یقینا یہ حافظ قرآن کے لئے بڑا اعزاز ہے کہ قبر کی وحشت ناکیوں، کیڑے مکوڑوں سے اللہ تعالی اس کو محفوظ فرمادیں گے۔

حافظ قرآن کی شفاعت سے دس جہنمیوں کی نجات:

حافظ قرآن قرآن کریم پر عمل کی برکت سے خود کے لئے اونچے درجے حاصل کرلے

گا، انعامات واعزازات سے نوازا جائے گا، ساتھ ہی وہ ان لوگوں کی شفاعت کا بھی ذریعہ بنے گا جن پر جہنم واجب ہوچکی ہوگی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَاسْتَظْهَرَهُ فَأَحَلَّ حَلَالَهُ وَحَرَّمَ حَرَامَهُ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهِ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهُ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ كُلُّهُمْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ (معجم) حافظ قرآن جب قرآن کریم پر عمل کرے اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھے (اعتقاداً اور عملاً) تو اس کو اس کے گھر کے دس افراد کے لئے قیامت کے دن شفاعت (سفارش) کا حق دیا جائے گا جن سب کے لئے جہنم کی آگ واجب ہوچکی تھی۔

دنیا کے لوگ حافظ قرآن کو معمولی سمجھتے رہیں اور رشتہ دار طعنے بھی دیتے رہے لیکن یہی حافظ قرآن کل میدان محشر میں ان کی بخشش ونجات کا ذریعہ بنے گا اور جہنم سے خلاصی کا سبب ہوگا۔

حافظ قرآن کے والدین کا مقام:

حافظ قرآن کے لئے اللہ تعالی کی جانب سے بہت ہی اکرام کا معاملہ ہوگا، بلند درجات عطا کئے جائیں گے، لیکن ان کے والدین کے لئے بھی بہت ہی اعزاز ہوگا، جنہوں نے اپنے لختِ جگر کو قرآن پاک کے یاد کرنے کے لئے خاص کردیا تھا، وہ چاہتے تو دنیا کی دولت کمانے کے لئے دنیاوی ڈگریاں بھی دلا سکتے تھے، لیکن انہوں نے اپنے بچوں کو حافظ بنا کر آخرت میں اپنی سرخروئی وسعادت کا انتظام کرلیا، کل قیامت کے دن حافظ قرآن کے والدین کو بھی بہت اونچا مقام عطا کیا جائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ أُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْؤُهُ أَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِي بُيُوتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيكُمْ فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِي عَمِلَ بِهٰذَا (مسند احمد) جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا، اللہ تعالی قیامت کے دن اس کے والدین کو ایسا تاج پہنائیں گے جس کی روشنی اس سورج کی روشنی سے زیادہ خوبصورت ہے جو دنیا کے گھروں میں ہے، اگر وہ تاج تم میں ہوتا۔ پس اس شخص کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جس نے خود قرآن کو پڑھا اور اس پر عمل کیا۔

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وَإِنَّ الْقُرْآنَ يَلْقَى صَاحِبَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِينَ يَنْشَقُّ عَنْهُ قَبْرُهُ كَالرَّجُلِ الشَّاحِبِ، فَيَقُولُ لَهُ: هَلْ تَعْرِفُنِي؟ فَيَقُولُ: مَا أَعْرِفُكَ، فَيَقُولُ لَهُ: هَلْ تَعْرِفُنِي؟ فَيَقُولُ: مَا أَعْرِفُكَ، فَيَقُولُ: أَ

نَا صَاحِبُكَ الْقُرْآنُ الَّذِي أَظْمَأْتُكَ فِي الْهَوَاجِرِ، وَأَسْهَرْتُ لَيْلَكَ، وَإِنَّ كُلَّ تَاجِرٍ مِنْ وَرَاءِ تِجَارَتِهِ، وَإِنَّكَ الْيَوْمَ مِنْ وَرَاءِ كُلِّ تِجَارَةٍ، فَيُعْطَى الْمُلْكَ بِيَمِينِهِ، وَالْخُلْدَ بِشِمَالِهِ، وَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ، وَيُكْسَى وَالِدَاهُ حُلَّتَيْنِ لَا يُقَوَّمُ لَهُمَا أَهْلُ الدُّنْيَا، فَيَقُولَانِ بِمَ كُسِينَا هٰذِهِ؟ فَيُقَالُ: بِأَخْذِ وَلَدِكُمَا الْقُرْآنَ، ثُمَّ يُقَالُ لَهُ: اقْرَأْ وَاصْعَدْ فِي دَرَجَةِ الْجَنَّةِ وَغُرَفِهَا، فَهُوَ فِي صُعُودٍ مَا دَامَ يَقْرَأُ هَذًّا كَانَ أَوْ تَرْتِيلًا۔ (نسائی)

قرآن پڑھنے والا جب قبر سے اٹھے گا تو قرآن اس سے ایک اجنبی شخص کی صورت میں ملے گا اور کہے گا: کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ وہ کہے گا نہیں، میں آپ کو نہیں پہچانتا، تو قرآن کہے گا میں تیرا ساتھی وہ قرآن ہوں جس نے دن کو تجھے بھوکا پیاسا رکھا اور رات کو بیدار رکھا، ہر تاجر اپنی تجارت کے پیچھے ہوتا تھا، لیکن آج سب تجارتیں تیرے پیچھے ہیں، اب سے ملک دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور خلد بائیں میں، اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائے گا اور اس کے والدین کو ایسے قیمتی غلّے (لباس) پہنائے جائیں گے کہ ساری دنیا والے مل کر بھی ان کی قیمت ادا نہ کر سکیں، وہ از راہ تعجب پوچھیں گے کہ یہ عمدہ اور قیمتی غلّے ہمیں کس وجہ سے پہنائے گئے ہیں؟ تو جواب دیا جائے گا کہ تمہارے بچے کے قرآن پڑھنے کی وجہ سے، پھر کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجے اور بالا خانے چڑھتا جا، چناں چہ وہ پڑھتا جائے اور جنت کے درجے چڑھتا جائے گا، خواہ جلدی جلدی پڑھے یا ترتیل سے۔

کتنی عظیم بشارت ہے حافظ قرآن اور اس کے والدین کے لئے! چند دن کی دنیا ہے، ختم ہو جائے گی، اور ہمیشہ کی زندگی کا آغاز ہوگا وہاں اس کلام پاک کی قدر معلوم ہوگی، اور تب اندازہ ہوگا کہ بیٹے کو حافظ قرآن بنا کر والدین نے کتنا بڑا سودا کیا اور کیسی نفع بخش تجارت کی، آخرت میں عزت وسرفرازی کا سبب یہی حافظ قرآن بیٹا ہوگا۔

حافظِ قرآن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ میں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ میں قرآن کریم کے حافظ کو دوسروں کو مقابلے میں اہمیت دی۔ اور امتیازی مقام عطا فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لیؤمکم اکثرکم قرآنا۔ (بخاری) تم

میں سے امامت اسی شخص کو کروانی چاہیے جس کے پاس سب سے زیادہ قرآن کا علم ہو۔ایک موقع پر جب شہدا صحابہ کرام کو اکٹھا دفنانے کا مرحلہ آیا تو آپ قبر میں سب سے پہلے اپنے اس شہید صحابی کو اتارتے جو قرآن کا حافظ ہوتا، اس کے بعد کسی اور کو۔اسی طرح جنگ میں جھنڈا اس صحابی کے سپرد کرتے جو قرآن کے حافظ ہوتے۔

تلاوتِ قرآن سے غفلت نہ کریں:

قرآن کریم کا حفظ کر لینا اور سینے میں محفوظ ہو جانا یقیناً اللہ تعالی کا بڑا انعام اور عظیم احسان ہے، حفظِ قرآن کے بعد حافظِ قرآن کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے، اور بلا ناغہ تلاوت کرنا اور یاد رکھنا اور پڑھتے رہنا ضروری رہتا ہے۔قرآن کریم کے حفظ کے بعد تلاوت میں کوتاہی اور سستی جہاں حفظ کے کمزور ہو جانے کا سبب ہے وہیں اس سے بے توجہی اللہ تعالی کی ناراضگی اور سعادتِ حفظ سے محرومی بھی ہوگی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: يَآ اَهْلَ الْقُرْآنِ لَا تَتَوَسَّدُوا الْقُرْآنَ وَاتْلُوْهُ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ مِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ "اے قرآن والو! قرآن کریم کو پس پشت نہ ڈالو، اس کی تلاوت رات اور دن کی ساعتوں میں اس طرح کیا کرو جیسا کہ اس کا حق ہے۔"

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنَ الْإِبِلِ فِي عُقُلِهَا۔ (مسلم) قرآن کی حفاظت کرو۔اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے کہ اونٹ کی نسبت قرآن اپنے بندھن سے جلد بھاگتا ہے"

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت سخت وعید بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: أَمَّا الَّذِى يُثْلَغُ رَأْسُهُ بِالْحَجَرِ فَإِنَّهُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفِضُهُ وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ (بخاری:) حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ خواب کی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص قرآن یاد کر کے بھلا دیتا ہے اور فرض نماز پڑھے بغیر سو جاتا ہے اس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا۔

اسی طرح ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ما من رجل قرا القران فنسیه الالقی الله یوم القیامة وهو اجذم (مسند احمد) "جو بھی آدمی قرآن پڑھتا ہے، پھر اسے بھلا دیتا ہے، تو وہ روزِ قیامت اللہ تعالی کو اس حال میں ملے گا کہ وہ کوڑھ میں مبتلا ہوگا۔"

حضرت انسؓ سے روایت ہے: عُرِضَتْ عَلَيَّ أُجُورُ أُمَّتِي حَتَّى الْقَذَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ، وعُرِضَتْ عَلَيَّ ذنوب أُمَّتي، فلم أرَ ذنبًا أعظمَ مِنْ سُورَةٍ مِنَ الْقرآن، أو آية أوتِيهَا رَجُلٌ، ثم نَسِيَهَا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے میری امت کے اجر وثواب دکھائے گئے، حتی کے ایک تنکا بھی جو کوئی مسجد سے نکالتا ہے (وہ بھی نیکیوں میں شامل تھا) اور مجھے میری امت کے گناہ دکھائے گئے تو میں نے دیکھا کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی گناہ نہیں تھا کہ ایک آدمی کو قرآن مجید کی کوئی سورت یا آیت یاد ہو اور وہ اسے بھلا دے۔

قرآن کی تلاوت کے آداب:

قرآن کریم خالق کائنات کا کلام ہے، اس نے اپنے لطف وکرم سے ہمیں اسے پڑھنے کی سعادت بخشی ہے، لہذا ہر بندہ کو چاہیے کہ اس کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے تلاوت کا اہتمام کریں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کاندھلویؒ نے اپنے مقبول زمانہ کتاب میں اس کتاب کے آداب ذکر کئے ہیں، اختصار کے ساتھ درج ذیل ہیں:

''مسواک اور وضو کے بعد کسی یک سوئی کی جگہ میں نہایت وقار وتواضع کے ساتھ رو بہ قبلہ بیٹھے اور نہایت ہی حضورِ قلب اور خشوع کے ساتھ اس لطف سے جو اس وقت کے مناسب ہے اس طرح پڑھے کہ گویا خود حق سبحانہ وعز اسمہ کو کلام پاک سنا رہا ہے۔ اگر وہ معنی سمجھتا ہے تو تدبر وتفکر کے ساتھ آیات وعد ورحمت پر دعائے مغفرت مانگے اور آیات عذاب وعید پر اللہ تعالی سے پناہ چاہے کہ اس کے سوا کوئی چارہ ساز نہیں۔ آیاتِ تنزیہ وتقدیس پر سبحان اللہ کہے اور از خود تلاوت میں رونا نہ آوے تو بہ تکلف رونے کی سعی کرے۔ یاد کرنا مقصود نہ ہو تو پڑھنے میں جلدی نہ کرے۔ کلام پاک کو رحل یا تکیہ یا کسی اونچی جگہ پر رکھے، تلاوت کے درمیان کسی سے کلام نہ کرے، اگر کوئی ضرورت پیش ہی آجاوے تو کلام پاک بند کر کے بات کرے اور پھر اس کے بعد اعوذ پڑھ کر دوبارہ شروع کرے۔ اگر مجمع میں لوگ اپنے اپنے کاروبار میں مشغول ہوں تو آہستہ پڑھنا افضل ہے ورنہ بلند آواز سے پڑھنا اولی ہے۔ مشائخ نے تلاوت کے چھ آداب ظاہری اور چھ باطنی ارشاد فرمائے ہیں۔ ظاہری آداب: (۱) غایت احترام سے باوضو رو بہ قبلہ (۲) پڑھنے میں جلدی نہ کرے، ترتیل وتجوید سے پڑھے۔ (۳) رونے کی سعی کرے، چاہے بہ تکلف ہی کیوں نہ

ہو۔(۴) آیاتِ رحمت وآیاتِ عذاب کا حق ادا کرے۔(۵) اگر ریا کا احتمال ہو یا کسی دوسرے مسلمان کی تکلیف وحرج کا اندیشہ ہوتو آہستہ پڑھے ورنہ آواز سے۔(٦) خوش الحانی سے پڑھے کہ خوش الحانی سے کلام پاک پڑھنے کی بہت سی احادیث میں تاکید آئی ہے۔ باطنی آداب (۱) کلام پاک کی عظمت دل میں رکھے کہ کیسا عالی مرتبہ کلام ہے۔(۲) حق سبحانہ وتقدس کی علوشان اور رفعت وکبریائی کو دل میں رکھے جس کا کلام ہے۔(۳) دل کو وساوس وخطرات سے پاک رکھے۔(۴) معانی کا تدبر کرے اور لذت کے ساتھ پڑھے۔(۵) جن آیات کی تلاوت کررہا ہے دل کو ان کے تابع بنادے، مثلاً اگر آیت رحمت زبان پر ہے تو دل سرورِ محض بن جائے اور آیتِ عذاب اگر آگئی ہے تو دل لرز جائے۔(٦) کانوں کو اس درجہ متوجہ بنادے کہ گویا خود حق سبحانہ وتقدس کلام فرمارہے ہیں، اور یہ سن رہا ہے۔(فضائل قرآن مجید در فضائل اعمال:۵۰۰)

قرآن کریم کے حقوق:

قرآن کریم ہی نے دنیا میں انقلاب برپا کیا اور جنہوں نے قرآن کو تھاما اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوئے وہی لوگ دنیا میں انسانوں کے امام اور قائد، رہبر ورہنما بنے۔ اس عظیم کلام اور کتاب کے حقوق جو عائد ہوتے ہیں ان کو ادا کیا جائے تبھی جا کر مذکورہ تمام خوبیوں سے انسان متصف ہوسکتا ہے اور قرآن ہر انسان کے اندر انقلابی کیفیت پیدا کرسکتا ہے اس لئے قرآن کریم کے جو حقوق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں ان کی رعایت کرنا اس کے مطابق قرآن کریم سے استفادہ کرنا ضروری ہے، چناں چہ ذیل میں ان حقوق میں سے چند کا مختصراً تذکرہ کیا جاتا ہے۔

قرآن مجید پر ایمان لانا:

قرآن کریم پر ایمان لانا، جیسا کہ اس کا حق ہے، اس کو خدا کا آخری کلام ہونے کی دل سے تصدیق کرنا اور عمل سے اس کا ثبوت دینا کیوں کہ اللہ تعالی نے باضابطہ قرآن کریم پر ایمان لانے اور اس کے حلال کو حلال جاننے اور حرام کو حرام سمجھنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالی فرمایا: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ آمِنُواْ بِاللّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِيَ أَنزَلَ مِن قَبْلُ وَمَن يَكْفُرْ بِاللّهِ وَمَلاَئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلاَلاً بَعِيدًا (النساء:136)''اے ایمان والو! اللہ پر ایمان رکھو، اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اللہ

نے اپنے رسول پر اتاری ہے اور ہر اس کتاب پر جو اس نے پہلے اتاری تھی۔ اور جو شخص اللہ کا، اس کے فرشتوں کا، اس کی کتابوں کا، اس کے رسولوں کا اور یومِ آخرت کا انکار کرے وہ بھٹک کر گمراہی میں بہت دور جا پڑا ہے۔‘‘

قرآن مجید کو پڑھنا اور سیکھنا:

قرآن کریم کو سیکھنے اور سکھانے کا اہتمام کرنا، اس کو سیکھ کر ہی ہم قرآن سے مستفید ہو سکتے ہیں اور اس کی تلاوت کا حق ادا کر سکتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقاصدِ بعثت جو قرآن میں مختلف مقامات پر بیان کئے ہیں اس میں ایک اہم مقصد تلاوتِ قرآن بھی ہے۔ ارشاد ہے: لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (ال عمران:164)

’’حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مؤمنوں پر بڑا احسان کیا کہ ان کے درمیان میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی تلاوت کرے، انہیں پاک وصاف بنائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے، جبکہ یہ لوگ اس سے پہلے یقیناً کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا تھے۔‘‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت میں تلاوتِ قرآن کی عظمت و اہمیت کو عام فرمایا، اور اس کے فوائد و برکات سے آگاہ کیا، اور انسانوں کے ہاتھ میں خدا کا یہ عظیم کلام سونپا، جس کی وجہ سے انسانیت قعرِ مذمت سے نکلی اور تلاوتِ قرآن کا ایسا ذوق ان کو عطا کیا کہ اس سے کسی لمحہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سیر حاصل نہیں ہوتی تھی، اور خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قرآن کریم کی تلاوت فرماتے کتنے ہی پتھر دل موم ہو جاتے اور کیسے کیسے سخت مزاج انسان نرم پڑ جاتے اور قرآن کی حقانیت و عظمت کا اقرار کئے بغیر نہیں رہتے اور بہت سے لوگ اسی قرآن کی سماعت سے دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ دنیا میں جو کچھ انقلاب نظر آ رہا ہے بلاشبہ یہ اس عظیم کتاب کی بدولت ہے جو صاحبِ کتاب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور امانت انسانوں تک پہنچایا اور اس کے تقاضوں کو عملی طور پر پورا کر کے دکھایا۔

قرآن کا نزول عرب کی سرزمین پر ہوا لیکن وہ پوری دنیا کے لئے اور ہمیشہ ہمیشہ کے واسطے معجزۂ نبوی بن کر آیا اور اس کی کرنیں سارے عالم میں پھیل گئیں اور جہاں قرآن کا نور پہنچا وہاں

اندھیریوں کا خاتمہ ہوا اور کفر و شرک نے دم توڑ دیا۔ حضرات صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں انقلابی اثرات اسی کلام نے پیدا کئے، اور وہ انسانوں کو رہبر اور رہنما بنیں بھی تو اسی قرآن کی تعلیمات پر عمل کر کے بنیں۔ قرآن نے ہر شعبۂ زندگی میں مثالی انقلاب برپا کیا۔ تلاوتِ قرآن کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو قرآن کریم پڑھنے میں اس قدر مستغرق ہو کہ اس سے دعا مانگنے کا موقع نہ ملے تو اللہ تعالی نے فرمایا کہ مانگنے والوں سے زیادہ ایسے بندے کو عطا کروں گا۔ (ترمذی: 2869) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ۔ (بخاری: 4664) تم میں بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ بڑے، چھوٹے، مرد و عورت تمام کو اس قرآن کو اُسی انداز اور اصول کے مطابق سیکھنا ضروری ہے جو کہ صحیح ہو۔

قرآن مجید کو سمجھنا:

قرآن مجید کو تلاوۃً پڑھنے کے ساتھ اس کے معانی اور مضامین میں تدبر کرنا، اس کے مفہوم میں غور و فکر کرنا، تفاسیر قرآن کی روشنی میں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریحات اور صحابہ کرامؓ کے عمل سے قرآن مجید کے مقصود تک رسائی حاصل کرنے کوشش کرنا بھی ضروری ہے، کیوں کہ جب تک مطلوبِ قرآن کو نہیں سمجھا جائے گا تو یقینی طور پر عمل آوری کا جذبہ بھی نہیں ابھرے گا، اور اللہ تعالی کیا فرما رہا ہے اس سے آگہی بھی حاصل نہیں ہوگی۔ اللہ تعالی نے نہایت چونکا دینے والے انداز میں کیا کہ: أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا (محمد: 24) یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل پڑے ہوئے ہیں۔ اس لئے قرآن کریم کو سمجھنا اس کا حق ہے۔ قرآن کریم کو سمجھنے اور اس کی معلومات کو حاصل کرنے کا شوق صحابہ کرامؓ میں اس درجہ تھا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ کتاب اللہ کی کوئی آیت ایسی نازل نہیں ہوئی جس کے بارے میں مجھے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کس بارے میں اور کہاں نازل ہوئی؟ اور اگر مجھے کسی ایسے شخص کا پتہ چلے جو کتاب اللہ کے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتا ہو اور سواریاں اس کے پاس پہنچا سکتی ہوں تو میں اس کے پاس ضرور جاؤں گا۔ (تفسیر ابن کثیر: 1/8)

قرآن مجید پر عمل کرنا:

قرآن مجید کا ایک حق اور اہم حق یہ بھی ہے کہ اس کی تعلیمات کے مطابق عمل کیا جائے ۔قرآن صرف پڑھ کر یا سمجھ کر رکھ دینے کی کتاب نہیں ہے بلکہ اس کے مطابق زندگیوں کو بنانے اور سنوارنے کی ضرورت ہے۔قرآن نے حلال وحرام اور جائز وناجائز کے لئے اصول بتائے ، اور اس کی تشریح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی۔قرآن کریم میں حکم دیتے ہوئے فرمایا گیا کہ:وھذا کتاب أنزلناہ مبارك فاتبعوہ ۔ (الانعام:155) یعنی یہ (قرآن) مبارک کتاب جو ہم نے نازل کی اس کی اتباع کرو۔اور ایک جگہ فرمایا کہ: اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ: (الاعراف:3) یعنی جو کچھ تمہارے رب کی جانب سے تمہاری طرف نازل کیا گیا اس کی اتباع کرو۔قرآن کریم کی تعلیمات سے روگردانی اختیار کرنا دنیا وآخرت میں انتہائی خطرناک ہوگا ۔قرآن کریم میں خود اللہ تعالی نے فرمایا:وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى ○ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَى وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا ○ قَالَ كَذَلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَ كَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنسَى ۔ (طہ:124۔126) اور جو میری نصیحت سے منہ موڑے گا تو اس کو بڑی تنگ زندگی ملے گی ، اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔وہ کہے گا کہ: یارب! تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا ، حالاں کہ میں آنکھوں والا تھا؟ اللہ کہے گا: اسی طرح ہماری آیتیں تیرے پاس آئی تھیں مگر تو نے انہیں بھلا دیا۔اور آج اسی طرح تجھے بھلا دیا جائے گا۔'' امام قرطبیؒ نے ''ذکری'' کی تشریح میں لکھا ہے :أی دینی ،و تلاوۃ کتابی والعمل بما فیہ (الجامع للقرطبی:14 / 157) یعنی جس نے اعراض کیا میرے دین سے ، میری کتاب کی تلاوت اور اس میں موجود احکام واعمال سے۔صحابہ کرامؓ کی حالت یہ تھی کہ قرآن کریم کا جتنا حصہ بھی پڑھتے تھے اس پر فوراً عمل شروع کر دیتے۔امام ابوعبد الرحمن سلمی تابعی فرماتے ہیں: صحابہ کرام میں جو حضرات قرآن کریم کی تعلیم دیا کرتے تھے ، مثلاً حضرت عثمان اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ وغیرہ ، انہوں نے ہمیں بتایا کہ وہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دس آیتیں سیکھتے تو ان سے اس وقت تک آگے نہیں بڑھتے تھے ، جب تک کہ ان آیتوں کی تمام علمی وعملی باتوں کا علم حاصل نہ کرلیں ، ہم نے قرآن اور عمل دونوں ایک ساتھ سیکھا۔(علوم القرآن:338)

قرآن کی محبت واحترام:

قرآن مجید کا ایک حق یہ ہے کہ اس سے کلامِ الٰہی ہونے کی بنیاد پر محبت کی جائے۔عربی کا ایک محاورہ ہے کہ: ''كَلَامُ الْمُلُوْكِ مُلُوْكُ الْكَلَامِ'' کہ بادشاہوں کا کلام، کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے۔قرآن کریم تو احکم الحاکمین اور ربُ العالمین کا کلام ہے تو اس کا کتنا پاس ولحاظ رکھنا چاہیے ؟اور اس کی کتنی محبت دلوں میں ہونی چاہیے؟ شیخ عبداللہ بن جار اللہؒ نے حکیم ترمذیؒ کے حوالہ سے قرآن کریم کے آداب واحترام کے تحت لکھا ہے: قرآن کا احترام یہ ہے کہ باوضو ہوکر ہی اسے ہاتھ لگائے ،مسواک کر کے اپنے منہ کو پاک وصاف بنالے، کیوں کہ یہی آپ ﷺ کا طریقہ تھا،قرأت کے وقت قبلہ رخ بیٹھے اور شیطان مردود سے پناہ طلب کرے اور قرأت شروع کرنے سے پہلے اعوذباللہ من الشیطان الرجیم پڑھے اور جب قرأت شروع کرے تو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے، بلاضرورت لوگوں کی باتوں کی طرف متوجہ ہوکر تلاوت قطع نہ کریں۔قرأت محبت سے اور ٹھہر ٹھہر کر کرے۔اپنے ذہن اور فہم کو اس میں مصروف رکھے تاکہ جو خطاب ہورہا ہے اس کو سمجھ سکے۔وعدے کی ہر آیت پر ٹھہر جائے۔اللہ تعالی کی طرف رغبت کرے اور اس سے اس کا فضل طلب کرے اور جب کوئی وعید کی آیت آئے تو اس سے اللہ تعالی کی پناہ مانگے۔اس کی امثال پر ٹھہرے تو عبرت حاصل کرے۔ ہر حرف کا پورا حق ادا کرے تاکہ الفاظ پوری طرح واضح ہوجائیں ،کیوں کہ اس کے لئے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ہیں۔(فضائلِ قرآن: 86 دارالسلام)

ٹھیک اسی طرح جس درجہ قرآنِ کریم کا ادب اور تعظیم ہوگی اور دل میں عظمت ومحبت ہوگی تو پھر اعضاء وجوارح سے ادبِ قرآن کا ظہور ہوگا،اور محبتِ قرآن میں انسان اس سے رشتے کو مضبوط رکھے گا،اور اس کے مطالبات پر عمل پیرا ہوگا۔صحابہؓ اور تابعین اور اسلاف امت کے بے شمار واقعات ہیں کہ جس سے قرآن سے محبت اور تعلق کا اندازہ ہوتا ہے اس لئے قرآن سے محبت کرنا اس کا اہم حق ہے جو دیگر تمام تقاضوں اور حقوق کے ادا کرنے میں معاون ہوگا۔

پیغامِ قرآن کو عام کرنا:

قرآن مجید کا ایک حق یہ بھی ہے کہ اس کے پیغام کو سارے انسانوں تک پہنچایا جائے ،ہمارے نبی آخری ہیں اور نبی ﷺ کو عطا کیا جانے والا معجزہ قرآن بھی آخری کلام ہے اور قرآن

تو ''هُدًى لِلنَّاسِ'' ہے سارے انسانوں کو راہِ مستقیم دکھانے کے لئے اور بھٹکے ہوؤں کو منزل مقصود تک پہنچانے کے لئے قرآن کریم کو نازل کیا گیا اس پر خود عمل کرتے ہوئے اس کی تعلیمات ساری دنیا کے سامنے پیش کرنا، اور ہدایت کے اس نسخہ سے بہرہ ور ہونے کی ترغیب دینا بھی اس حقوق میں داخل ہے۔

زوالِ امت کی بنیادی وجہ:

مسلمانوں کے زوال کی ایک اہم وجہ اور انحطاط کا اہم سبب قرآن کریم سے دوری ہے ۔مسلمانوں نے آج قرآن کریم کو پسِ پشت ڈال دیا، اس کو پڑھنا، سمجھنا اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنا ختم کر دیا جس کی وجہ سے ذلت وادبار چھائی ہوئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کے عروج وزوال کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: إِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ (مسلم: 1359) یقیناً اللہ تعالی اس کتاب کے ذریعہ کسی قوم کو سر بلندی عطا فرماتے ہیں، اور اسی کتاب کے ذریعہ دوسرے لوگوں کو ذلت ورسوائی سے نیچے گرا دیتے ہیں۔

شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ نے مالٹا کی جیل سے رہائی کے بعد دار العلوم دیوبند میں علماء ،طلباء کے ایک مجمع کثیر میں امت کے زوال کی بہت بڑی اور اہم وجہ جو انہوں نے اسارت کے دور میں غور کی تھی اس کو بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا: ''میں نے جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی اور دنیوی ہر حیثیت سے کیوں تباہ ہو رہے ہیں تو اس کے دو سبب معلوم ہوئے۔ ایک ان کا قرآن کو چھوڑ دینا، دوسرے ان کے آپس کے اختلافات اور خانہ جنگی۔ اس لئے میں وہیں سے یہ عزم کے کر آیا ہوں کہ اپنی باقی زندگی اس کام میں صرف کروں کہ قرآن کو لفظاً اور معناً عام کیا جائے، بچوں کے لئے لفظی تعلیم کے مکاتب ہر بستی بستی میں قائم کئے جائیں، بڑوں کو عوامی درسِ قرآن کی صورت میں اس کے معانی سے روشناس کرایا جائے اور قرآنی تعلیمات پر عمل کے لئے آمادہ کیا جائے۔۔۔'' حضرت مفتی محمد شفیعؒ اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: آج بھی مسلمان جن بلاؤں میں مبتلا اور جن حوادث وآفات سے دوچار ہیں، اگر بصیرت سے کام لیا جائے تو ان کے سب سے بڑے سبب یہی دو ثابت ہوں گے، قرآن کو چھوڑنا اور آپس میں لڑنا، غور کیا جائے تو یہ آپس کی لڑائی بھی قرآن کو چھوڑنے ہی کا لازمی نتیجہ ہے۔ قرآن

پر کسی درجے میں عمل ہوتا تو خانہ جنگی یہاں تک نہ پہنچتی۔(وحدتِ امت:40)

قرآن کریم سے وابستگی کی صورت میں مسلمانوں کی قیادت وسیادت، کامیابی وکامرانی، عزت وعروج کا تذکرہ کرنے کے بعد مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ لکھتے ہیں: لیکن جب سے دنیا کے جھمیلوں میں پڑکر ان کو قرآن حکیم سے بُعد ہونا شروع ہوا ان کی روحِ قومیت بھی درماندہ ہونے لگی اور آج اس کے جو نتائج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں ان کے ماتم میں دیدہ ودل سے جتنا بھی دجلۂ خون بہے کم ہے اور جس قدر بھی آہ وفغاں کے شرارے لب ودہن سے بلند ہوں تھوڑے ہیں۔(فہمِ قرآن:11)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرآن کریم سے تعلق:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کے قلب اطہر پر قرآن کریم کا نزول ہوا، اور جن کے چشمہ فیض سے پوری دنیا سیراب ہورہی ہے اور ہوتے رہے گی۔قرآن کریم کی تلاوت کو اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقاصدِ بعثت میں بیان کیا ہے۔آپ سے زیادہ بہترین انداز میں کلامِ الٰہی کی تلاوت کرنے والا کون ہوسکتا ہے، اس کی اثر آفرینی کا اظہار کی ذاتِ بابرکات پر بہت زیادہ ہوتا تھا۔ چناں چہ آپ کے بارے میں منقول ہے: عن مطرف عن ابیہ: رأیتُ رسولَ اللہِ صلَّی اللہُ علیہِ وسلَّمَ یُصلی وفی صدرِہِ أزیزٌ کأزیزِ الرحی مِنَ البکاءِ۔(ابوداؤد) حضرت مطرف اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، آپ کے سینے سے رونے کے سبب ہنڈیا کے ابلنے جیسی آواز آرہی تھی۔ایک حدیث میں ہے حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیام اللیل کے لئے کھڑے ہوئے اور ایک ہی آیت پڑھتے پڑھتے صبح کردی وہ آیت یہ تھی: إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ(المائدۃ:۱۱۸) اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر انہیں معاف فرمادے تو غالب اور حکمت والا ہے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ ایک بار مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے قرآن سناؤ، میں نے عرض کیا کہ میں آپ کو پڑھ کر سناؤں؟ جب کہ یہ آپ ہی پر نازل ہوا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں دوسرے سے اس کو سنوں، عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے ''سورۃ النساء'' پڑھنا شروع کی، حتی کہ جب میں اس آیت پر پہچا جس کا

مفہوم یہ ہے: اس وقت کیا منظر ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور ان سب پر (اے نبی!) آپ کو گواہ بنائیں گے، تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بس کردو۔ میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن نازل ہوا، اور آپ اس کی خوب تلاوت بھی فرمایا کرتے تھے لیکن اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوسروں کی زبان سے بھی قرآن مجید سننے کا شوق تھا اور سننے سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ویسے ہی اثر ہوتا تھا جیسے کہ پڑھنے سے اثر ہوتا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے امام نوویؒ کا قول نقل کیا ہے: **البکاء عند قراءۃ القران صفۃ العارفین وشعار الصالحین**۔" کہ قرآن کی تلاوت کے وقت رونا عارفین کی صفت اور صالحین کا شعار ہے۔ (عشاق قرآن کے ایمان افروز واقعات: ۵۶)

صحابہ کرامؓ کا قرآن کریم سے تعلق:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بابرکت صحبت سے حضرات صحابہ کرام کے دلوں میں قرآن کریم سے بے پناہ محبت تھی، قرآن کو سیکھنے، سکھانے اور تلاوت کرنے میں ہمیشہ وہ لوگ پیش پیش رہتے۔ قرآن سے تعلق کے سلسلہ میں حضرات صحابہؓ کرام کے بے شمار واقعات ہیں، ان تمام کا تذکرہ بھی یہاں نہیں کیا جاسکتا ہے۔ نمونے کے طور پر ایک دو صحابہؓ کے بارے میں نقل کیا جاتا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ شروع ہی سے تہجد میں کثرت سے قرآن پڑھنے کے عادی تھے، اور جب بھی موقع ملتا تلاوت کے لئے بیٹھ جاتے تھے، جیسا کہ واقعہ افک کی حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہؓ میکے گئی تو اس وقت حضرت ابوبکرؓ بالاخانے میں بیٹھے تلاوت کر رہے تھے۔ (اسلاف کا ذوق تلاوت: ۲۹) مکہ میں جب اپنے گھر کے صحن میں تلاوت کرتے تو بچے، عورتیں اور مرد آپ کے اطراف جمع ہوجاتے اور آپ کی تلاوت سے محظوظ ہوا کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ کثرت سے تہجد میں قرآن پڑھتے تھے، اور تلاوت کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے، یہاں تک کہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ جب گھر میں داخل ہوتے تو مصحف کھول کر تلاوت شروع کردیتے۔ (اسلاف کا ذوقِ تلاوت: ۲۹)

حضرت عثمان بن عفانؓ تلاوتِ قرآن کا بے حد اہتمام فرماتے تھے، اور پھر بھی سیر نہیں

ہوتے تھے، اور سیر بھی کیسے ہوتے تلاوت ان کی روح کی غذا بن چکی تھی۔ حضرت حسن بصریؒ راوی ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے ارشاد فرمایا: ''اگر ہمارے دل پاک ہوں تو اپنے پروردگار کے کلام سے ہمیں کبھی بھی سیری نہ ہو اور مجھے یہ بات ناگوار ہے کہ میری زندگی میں کوئی ایسا دن گذرے جس میں، میں دیکھ کر قرآن مجید کی تلاوت نہ کروں۔'' جب باغی دیواریں پھلانگ کر آپ کے گھر میں داخل ہوئے اس وقت بھی آپ قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے، اور آپ کی زوجہ محترمہ نے باغیوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ: یہ وہ عظیم الشان انسان ہیں جو ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کر لیتے ہیں، کیا تمہیں زیب دیتا ہے کہ ایسی بزرگ ہستی کی جان لو؟ قرآن مجید کا وہ نسخہ جس میں آپ تلاوت کیا کرتے تھے وہ کثرت تلاوت کی وجہ سے بوسیدہ ہو کر پھٹ چکا تھا۔ (عشاق قرآن کے ایمان افروز واقعات: ٦١)

اسلاف کا قرآن کریم سے تعلق:

امام اعظمؒ بڑے ہی زاہد، صاحبِ ریاضت، ذکر و عبادت میں مشغول رہنے والے آدمی تھے، بڑے ذوق وشوق سے اپنے معمولات کیا کرتے تھے۔ علامہ ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ امام صاحب کی پرہیز گاری اور عبادت کے اوقات تواتر کی حد تک پہنچ گئے تھے۔ اکثر نماز کے دوران یا قرآن پڑھتے وقت آپ پر رقت طاری ہوتی کہ گھنٹوں رویا کرتے تھے، حضرت امام بصریؒ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ نمازِ فجر میں امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ شریک تھا، انہوں نے نماز میں یہ آیت پڑھی ''وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ۔'' یعنی اللہ ظالموں کے کاموں سے بے خبر نہیں۔ امام ابوحنیفہؒ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ سارا بدن کانپنے لگا۔ (امام ابوحنیفہ: حیات وفقہی خدمات: ۴۹)

قاسم بن معن کہتے ہیں: امام ابوحنیفہؒ ایک رات قرآن کریم کی آیت ''بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ'' دہراتے رہے، اور روتے رہے یہاں تک کہ فجر ہو گئی۔ ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ امام اعظمؒ ہر رات ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھا کرتے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء: ٦/ ۴۰۰ بیروت)

امام مالکؒ بہت کثرت سے تلاوت کرتے تھے، بالخصوص انتقال سے کئی سال پہلے تلاوت کا معمول بہت بڑھ گیا تھا۔ امام مالک کے مشہور شاگرد ابن وہبؒ کہتے ہیں: امام مالک کی

بہن سے پوچھا گیا، امام مالک کا گھر میں کیا مشغلہ تھا، اس نے کہا، بس مصحف اور تلاوت یہی ان کا مشغلہ تھا۔

امام شافعیؒ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ روزانہ ایک قرآن ختم کرتے تھے، اور رمضان میں ساٹھ ختم کرتے تھے، ایک دن میں اور ایک رات میں، بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں جو پڑھتے تھے یہ اس کے علاوہ ہے۔ (مستفاد: اسلاف کا ذوقِ تلاوت)

اکابر کا قرآن کریم سے تعلق:

ماضی قریب کے بہت سے اللہ والوں اور بزرگوں کے واقعات بھی کثرت کے ساتھ موجود ہیں کہ جس درجے ان کو قرآن کریم سے شغف اور تعلق تھا، وہ اپنی تمام تر علمی، دینی، تصنیفی، اواحسانی خدمات کے ساتھ تلاوتِ قرآن کے معمول کو ناغہ ہونے نہیں دیتے۔ اس سلسلہ میں ایک دو واقعات ملاحظہ فرمائیں:

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اپنے علمی وعملی کمالات اور دعوتی وتربیتی خصوصیات کی وجہ سے ایک عہد کو متاثر کیا، جس کے اثرات آج بھی نمایاں نظر آتے ہیں، مولانا کی تلاوت غیر معمولی خوبیوں کی حامل تھی، تہجد میں جو پڑھتے تھے اس کے علاوہ ایک منزل کا ہمیشہ معمول رہا، جس کو فجر بعد کی چہل قدمی میں پورا کرتے تھے اور پورے تدبر کے ساتھ یہ تلاوت ہوتی۔ فقہ وتصوف کے سلسلے میں بہت سے سوالات کبھی تلاوت کے ضمن میں آیات سے حل ہوجاتے۔ جن کو حالتِ مشی ہی میں ذہول کے خطرے سے پنسل سے کاغذ پر نوٹ فرمالیتے اور جائے قیام پر پہنچ کر اپنے موقع پر نقل فرمالیتے تھے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کو قرآنی ذوق اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ سے ورثے میں ملا تھا۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ تحریر فرماتے ہیں حضرت کو اپنے شیخ کی طرح قرآن مجید سے عشق اور اس کے پڑھنے سے اور سننے سے بڑا ہی شغف اور ذوق تھا۔ خود حافظ قرآن تھے، تخلیہ اور صبح کے ٹہلنے میں اکثر قرآن مجید ہی سے اشتغال رہتا۔ جب صحت اچھی تھی تو رمضان المبارک میں عصر بعد مجلس سے الگ تنہائی میں قرآن پاک کی تلاوت فرماتے ۔تلاوت اس انداز سے کرتے جیسے اللہ میاں سے باتیں کررہے ہوں۔

(مستفاد از: اسلاف کا ذوقِ تلاوت)

تجوید کی اہمیت:

قرآن کریم کو خوش الحانی اور تجوید کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے، حروف کی صحیح ادائیگی کے اہتمام کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرنا چاہیے۔ اس سلسلہ میں حضرت مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی صدر مفتی دارالعلوم حیدرآباد فرماتے ہیں: شریعت میں کیف ما اتفق تلاوت کرنا مطلوب نہیں ہے؛ بلکہ قرآن پاک کو اس طرح پڑھنا مطلوب ہے، جس طرح جبرئیلؑ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پڑھ کر بتلایا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو سکھایا، اُسی طریقہ اور طرزِ ادا کو تلاوت کے وقت اپنانا امت پر بھی لازم ہے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی تجوید و ترتیل کے ساتھ تلاوت کرنے کا حکم دیا گیا۔ ارشادِ باری تعالی ہے: **وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا**۔ (المزمل: ۴) آپ قرآن کو ترتیل سے پڑھئے۔ صاحب قواعد الترتیل نے ترتیل کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے: ترتیل ہی کا دوسرا نام تجوید ہے۔ (قواعد الترتیل: ۳) علامہ سیوطیؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ذکر کیا ہے: **جودوا القران**۔ (الاتقان فی علوم القرآن: ۱/ ۳۴۶) قرآن کو تجوید کے ساتھ پڑھا کرو۔ اور یہ واقعہ ہے کہ تجوید قرآن پاک کی تلاوت کے لئے زیور کے درجے میں ہے، اس کی وجہ سے تلاوت میں حسن وخوبصورتی اور رعنائی پیدا ہوتی ہے؛ اور اس کی وجہ سے انسان خدا کی خصوصی توجہ کا مستحق بن جاتا ہے۔ (تلاوتِ قرآن اور علمِ تجوید؛ فضیلت واہمیت: ۲۵)

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے فرمایا: **اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ** (البقرۃ: ۱۲۱) جن لوگوں کو ہم نے کتاب عنایت کی وہ اس کو ایسا پڑھتے ہیں جیسا اس کے پڑھنے کا حق ہے۔ ''امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ حقِ تلاوت یہ ہے کہ تلاوت میں زبان وعقل اور دل تینوں شریک ہوں، پس زبان کا حصہ حروف کی تصحیح، عقل کا حصہ معانی ومطالب کی تفسیر، اور دل کا حصہ اطاعت ونصیحت پذیری ہے۔'' حضرت علیؓ فرماتے ہیں: **الترتیل ھو تجوید الحروف ومعرفة الوقوف**۔ یعنی ترتیل نام ہے حروف کو تجوید سے (سنوار کر) ادا کرنے اور وقف وابتداء کے محل وطریقہ کے پہچاننے کا۔ (فضائل حفظ القرآن: ۲۳۶)

اچھی آواز میں قرآن کریم کی تلاوت کرنا:

قرآن کریم کو ہر ممکن خوبصورت اور اچھی آواز میں پڑھنے کی کوشش کرنا چاہیے، کیوں کہ اچھی آواز کا اثر ہوتا ہے، پڑھنے والوں کو کیفیت حاصل ہوتی ہے اور سننے پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ جتنا کوشش کر سکتے ہیں اچھے انداز میں قرآن کریم پڑھنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: جودوا القرآن وزینوہ بأحسن الأصوات، واعربوہ فإنہ عربی، واللہ یحب ان یعرب بہ (مستدرک:) قرآن کریم کو تجوید سے تلاوت کرو، اور اس کو بہترین آواز سے مزین کرو، اور اعراب (عربی انداز ولہجہ) سے پڑھو، کیوں کہ قرآن عربی ہے اور اللہ تعالی پسند کرتے ہیں کہ قرآن عربی لہجہ میں پڑھا جائے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے: زَیِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ۔ (ابوداؤد:)

قرآن کو اپنی آوازوں کے ساتھ مزین کرو۔ آواز کو اچھی بنانے کی کس قدر اہمیت ہے اس کا اندازہ اس حدیث سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ: عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ما أذنَ اللہ لشیء ما أَذِنَ لنبی حسن الصوت یَتَغَنّٰی بالقرآن یجھر بہ۔ (بخاری:) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالی نے کسی نبی کو جہری قرآن پڑھنے میں آواز کو خوبصورت بنانے کی جس قدر اجازت دے رکھی ہے کسی اور شئی کے لئے اس طرح اجازت نہیں دی ہے۔

آخری بات: قرآن کی عظمت واہمیت اور حقوق سے متعلق کچھ باتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں پیش کی گئیں، قرآن کی تلاوت کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے، روزانہ کا معمول بنا کر تلاوتِ کلام اللہ کے ذریعہ برکتوں اور رحمتوں کو حاصل کریں۔ اور حافظ قرآن کی ذمہ داری ہے کہ وہ تلاوت کا اپنی زندگی کا لازمی حصہ بنالیں، قرآن کو تاحیات یاد رکھنے کے لئے تلاوت انتہائی ضروری ہے۔ حافظ قرآن کی جو فضیلتیں بیان کی گئیں اس کا حق دار بننے کے لئے عمل کرنا بھی شرط ہے، باعمل حافظ قرآن ہی دنیا وآخرت میں سرخرو ہوگا۔ اللہ تعالی ہر مسلمان کو قرآن کریم کی قدر کرنے والا بنائے اور تمام حفاظ کو قرآن کریم یاد رکھنے، عمل کرنے، سمجھنے اور اس کے پیغام کو عام کرنے والا بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

مدرسہ ھذا بیک نظر

بیادگار: حضرت مولانا علامہ سید شاہ نور اللہ قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ سراج العلوم گوڈور، کرنول

مدنی نگر، پونکل بس اسٹاپ۔ یمگنور روڈ، ضلع کرنول

زیر سرپرستی:

محبوب العلماء والصلحاء مربی ملت عارف باللہ

حضرت **مولانا شاہ محمد جمال الرحمن** صاحب مفتاحی دامت برکاتہم

امیر شریعت تلنگانہ وآندھراپردیش وصدر مجلس تحفظ ختم نبوت تلنگانہ وآندھراپردیش

زیر اہتمام: جمیع اراکین کمیٹی مدرسہ ھذا



سن قیام: 1988ء | رجسٹرڈ: 381-2016

شعبہ جات: 8 | تعداد طلباء: 43 | تعداد اساتذہ: 4

شعبہ جات:

شعبۂ ناظرہ قرآن،	شعبۂ حفظ قرآن،	شعبۂ اُردو	شعبۂ انگریزی وتلگو
شعبہ دینیات	شعبہ تحریر وخطابت	شعبۂ مکاتب	شعبۂ تعلیم بالغان

اس ادارہ میں طلبہ کرام کے لئے تمام تر سہولیات کا معقول نظم ہے۔

اسی لئے آپ حضرات بھی اپنے بچوں کو اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نونہالوں کو دینی تعلیم سے آراستہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دین کے لئے قبول فرمائے اور دینی تعلیم حاصل کرنے اور واس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

Madrasa Sirajul-uloom Gudur

Madani Nagar, Ponnakal Bus Stop
Yemmiganur Road, Dist:Kurnool A.P.
Cont: +91 9550356633 / 9951375493

Design by: Al-Hilal-Graphics@9515799734